دورہءقرآن

پارہ: 1

قرآن کیا ہے؟

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ربّ اشرح لی صدری و یسر لی امری و احلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی

الحمدللہ، الحمدللہ، الحمدللہ۔ سب شکر اللہ کا، سب تعریف اللہ کی، اُسی کی رحمتیں ہیں، اُسی کی برکتیں ہیں، اُسی کی عنایتیں ہیں کہ آج ہم دورہءقرآن کا آغاز کررہے ہیں یہ سب اس کی توفیق سے ممکن ہوا۔ آپ سب کو قرآن مجید کے ساتھ زندگی کا یہ نیا سفر مبارک ہو۔ اللہ کرے کہ واقعی قرآن مجید کے ساتھ گزرے ہوئے یہ لمحات ہماری اس دنیا کی زندگی کے یادگار لمحات بن جائیں اور آخرت کی بہترین زندگی کے لئے مددگار ثابت ہوں۔

قرآن مجید اللہ کی کتاب، اللہ کا کلام کس لیے آیا ہے؟ ہماری ہدایت کے لیے، نصیحت کے لیے، یاددہانی کے لیے۔

قرآن ایک فرقان ہے، حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا بُرہان ہے۔ واضح دلیل، سراسر سچائی ہے۔ نور، روشنی اور شفا ہے۔ کریم وعظیم ہونے کے ساتھ ساتھ ذکرِ مبارک بھی ہے۔

اس کتاب لاریب کو نازل کرنے والی ہستی اللہ رب العالمین کی ہے۔ جس پر اتری، وہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ یہ قرآن صرف میرے اور آپ کے لیے نہیں، پوری انسانیت کے لیے ہے۔ یہ کتاب صرف معلومات کی یا کسی ایک خاص موضوع پر لکھی گئی کتاب نہیں، یہ کسی انسان کی، کسی جن کی، فرشتے کی یا کسی اور مخلوق کی تحریر نہیں، یہ کتاب صرف تاریخ کی کتاب نہیں، صرف مسائل یا قانون کی کتاب نہیں اور نہ ہی صرف فضائل و برکات کی کتاب نہیں بلکہ یہ تو احسن الحدیث ہے۔ تمام علوم کے مجموعہ پر مشتمل کتاب ہے، تمام مخلوقات کے خالق، رب العالمین کا کلام ہے جو ہمیں سیدھی راہ دکھانے کے لیے نازل کیا گیا۔

یہ کتاب، یہ کلام الٰہی تو روح کی غذا ہے اور غذا قوت کے لیے بھی لی جاتی ہے اور لذت اور سُرور کے لیے بھی۔ یہ کتاب ہماری روح کی غذا ہے جس سے ہماری روح کو طاقت بھی ملے گی اور وہ مضبوط بھی ہوگی اور اس کے ساتھ ساتھ لذت اور سُرور بھی پائے گی۔ سکون اور اطمینانِ قلب بھی نصیب ہوگا۔ قرآن مجید تو اللہ کی نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت ہے۔

عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا: ''مَنْ اَرَادَ الْعِلْمَ فَلْیُثَوِّرِ الْقُرْآنَ ، فَاِنَّ فِیْهِ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْآخِرِیْنَ ''

''جو علم حاصل کرنے کا اردہ رکھے، اُسے چاہئے کہ وہ قرآن میں غور وفکر کرے، کیونکہ اس میں اولین وآخرین کا علم ہے۔''

سب کچھ اس کتاب الٰہی میں سمودیا گیا ہے۔ یہ حکمت بھری کتاب ہے۔ قرآنٌ حکیمٌ۔

قرآن کیوں پڑھنا ہے؟

اس لیے کہ ہماری سوچ بیدار ہو، ہمارے دل جاگ اُٹھیں، ہمارے ذہن کو غذا ملے، ہمارے اندر عبرت کی نگاہ پیدا ہو، ہمارا دل زندہ ہوجائے، ذہن کُھل جائے اور ہماری زندگی کو مقصد مل جائے۔ یہ کتاب ہمیں اپنے خالق کا تعارف بھی دیتی ہے اور مخلوق کے بارے میں بھی سمجھاتی ہے کہ اس کے ساتھ ہمارا معاملہ اور رویہ کیسا ہونا چاہئے؟ یہ کتاب اللہ سے ملاقات کا ذریعہ ہے، اللہ سے بات کا طریقہ ہے۔ اس کتاب سے وہ ایمان پیدا ہوتا ہے جس کے ذریعے دل میں اللہ کی محبت پیدا ہوجاتی ہے، ایسی محبت کہ جس سے دل تڑپ اُٹھتا ہے اور خالقِ کائنات ساری مخلوق سے بڑھ کر ہمارے دل میں اپنی جگہ بنا لیتا ہے اور یہی اصل مطلوب اور مقصود ہے۔

اس کتاب کو پڑھنے سے حقیقی معنوں میں اللہ کا خوف پیدا ہوتا ہے، اللہ کا تقویٰ آتا ہے۔ اللہ کا خوف ہی تمام اعمال کو درست کرنے کی بنیاد ہے۔ اللہ کے خوف سے ہی تمام اعمال درست ہوتے ہیں۔ مگر کیسا خوف؟ ایسا خوف کہ جس سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں، جس سے ہمارا تکبر ٹوٹ جائے، جس سے ہمارے اندر عاجزی اور انکساری پیدا ہو جائے۔ یہ کتاب ہمیں جنت کا شوق دلاتی ہے، جہنم سے ڈراتی ہے۔ ہماری زندگی کو آخرت oriented آخرت رُخی بنا دیتی ہے۔ یہ اس فانی دنیا سے آگے بڑھ کر بُلند مقام کے لیے سوچنے کے قابل بناتی ہے۔ وہ بُلند مقام جنت، جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو پیدا کیا۔ انسان جو ابدی مخلوق ہے، جس کو اللہ نے وقتی طور پر کسی اور کی خدمت کے لیے نہیں بلکہ اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ یہ کتاب اس کی رہنمائی کرتی ہے۔ اس کتاب کو ہمیں صرف اور صرف اللہ کی رضا کے لیے پڑھنا ہے اور یہاں بیٹھے ہوئے ایک ایک لمحے کو اور ایک ایک منٹ کو اپنے لیے قیمتی جاننا اور اس سے بھرپور فائدہ اُٹھانا ہے۔ ہم کسی کے مجبور کرنے سے یہاں نہ آئیں، ہم اپنے دل کی خوشی کے ساتھ یہ وقت گزاریں اور اپنی نیت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کر لیں تاکہ وہ ہم سے راضی ہو جائے، کیونکہ اگر وہ راضی ہو جائے تو سب کچھ ٹھیک ہے اور اگر وہ راضی نہیں تو کچھ بھی ٹھیک نہیں۔

تو آیئے! خالص نیت کے ساتھ اس کتاب کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ واقعی ہمیں اس سے وہ کچھ سمجھا دے جو ہمیں سمجھنا چاہیئے، ہمیں وہ دکھا دے جو ہمیں دیکھنا چاہیئے، ہمیں اُس بات پر ایمان عطا کر دے جس پر ہمیں ایمان لانا چاہیئے، اُن چیزوں کی طرف ہمارا رُخ موڑ دے جن کی طرف ہمارا رُخ ہونا چاہیئے۔ اُن چیزوں کی اہمیت ہمارے اندر اُجاگر ہو جائے جن چیزوں کو ہمیں اہمیت دینی چاہیئے۔ اور اللہ کرے کہ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد ہم ہر اُس غیر ضروری چیز سے باز آ جائیں اور اپنا رُخ پھیر لیں کہ جس سے ہمیں نہ دُنیا میں کچھ فائدہ ہے اور نہ آخرت میں کوئی فائدہ ہے۔

اس کتاب سے بہترین فائدہ اُٹھانے کے لیے ہم اپنے لیے ایک goal، ایک ٹارگٹ مقرر کرتے ہیں، ایک معیار طے کرتے ہیں۔ آج کے دن اور آخری دن کے درمیان، آغاز اور انجام کے درمیان جو کچھ ہم سیکھیں گے، اُس سے ہمیں کیا ملنا چاہیئے؟ ہمارے اندر کیا آنا چاہیئے؟ ہمیں کیا achieve کرنا ہے؟ اُس کو اگر ایک لفظ میں بیان کیا جائے تو وہ ہے ''تقویٰ''۔ اگر ہمارے اندر تقویٰ آ جاتا ہے، اللہ کا خوف پیدا ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کے بارے میں ہمارے احساسات اور ہمارا شعور بیدار ہو جاتا ہے اور پھر اس کے مطابق ہماری زندگی اللہ کی مرضی کے مطابق ڈھلنے لگتی ہے تو گویا ہم نے اس کتاب سے واقعی ہی فائدہ اُٹھایا اور اگر ہمارے اندر یہ کیفیت پیدا نہیں ہوتی تو پھر اس کا پڑھنا اور اس کا جاننا کسی عام کتاب کی طرح کا ہی ہوگا کہ ہم نے اپنی معلومات میں کچھ اور اضافہ کر لیا۔ یہاں ہم صرف معلومات میں اضافے کے لیے نہیں بیٹھے۔ یہاں ہم اپنی روح، قلب اور اپنے اعمال کی اصلاح کے لیے بیٹھے ہیں۔ کیونکہ یہ کتاب دلوں کی بیماریوں کے لیے شفا ہے، اصلاح کا ذریعہ ہے۔

اللہ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں وہی کچھ عطا کر دے جو ہماری ضرورت ہے اور جس پر ہماری کامیابی کا انحصار ہے۔

تو ان شاء اللہ جو کچھ بھی ہم پڑھیں گے، اپنے سامنے ایک لفظ رکھیں گے ''تقویٰ''، ایک معیار رکھیں گے ''تقویٰ''، اللہ کا ڈر، اللہ کا خوف، اللہ کے بارے میں awareness۔

Consciousness, awareness of Allah Subhanahu wa Ta'ala۔

کہ جس میں ہماری سوچ، ذہن، دل، دماغ سب کچھ involve ہو جائے۔ ہمارے سب کام اُسی کی خاطر ہونے لگیں اور وہی ہمارا مطلوب اور مقصود بن جائے۔ اسی معیار پر ہمیں اپنے آپ کو پرکھنا ہے اور جہاں جہاں تقویٰ کی آیات آئیں گی، وہاں وہاں آپ ان کو highlight کرتے جائیں گے، حتیٰ کہ پورے قرآن مجید کے اندر جہاں جہاں تقویٰ کا ذکر آیا ہے، جب آپ اس کو دوبارہ پڑھیں تو وہ ایسے چمک اُٹھے جیسے آسمان پر ستارے ہوں۔ چونکہ تقویٰ ہی مطلوب ہے اس لیے تقویٰ کے بارے میں ایک حدیث سناتے ہوئے قرآن مجید کا آغاز کرتے ہیں۔

ابو ہریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''موسیٰ نے اپنے رب سے چھ باتوں کے بارے میں پوچھا اور وہ گمان کرتے تھے کہ یہ ان کے لیے خاص ہیں اور ساتویں بات کو موسیٰؑ اپنے اندر پسند نہ کرتے تھے۔

سوال نمبر 1۔ موسیٰ نے کہا: اے میرے رب! تیرا کون سا بندہ سب سے زیادہ متقی ہے؟ سب سے زیادہ کس کے اندر تقویٰ ہے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو مجھے یاد رکھتا ہے اور بھولتا نہیں ہے۔ تو گویا تقویٰ کیا ہے؟ اللہ کی یاد، ہر دم، ہر لمحہ، ہر وقت، ہر جگہ۔ ہر ایک کی یاد کے اوپر چھا جائے۔

سوال نمبر 2۔ موسیٰ نے کہا: تیرا کونسا بندہ بہت زیادہ ہدایت یافتہ ہے؟ سب سے زیادہ سیدھی راہ پر کون ہے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو آسمانی ہدایت کی پیروی کرتا ہے۔ گویا اس کتاب کو پڑھنا ہے اس لیے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ اس کے مطابق اپنی زندگی کو تبدیل کیا جائے۔

سوال نمبر 3۔ موسیٰ نے کہا: تیرا کونسا بندہ بہترین منصف ہے؟ سب سے زیادہ best جج کون ہے؟ justice کرنے والا کون ہے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو لوگوں کے لیے اسی طرح فیصلہ کرتا ہے جس طرح اپنی ذات کے لیے فیصلہ کرتا ہے۔ تو گویا قرآن مجید پڑھ کر ہمارے اندر یہ معیار آ جانا چاہئے کہ ہم دوسروں کے لیے وہی چاہیں جو ہم اپنے لیے چاہتے ہیں۔ اور انسانوں کے ساتھ ہمارا رویہ صرف اسی صورت میں بہترین ہو سکتا ہے جب ہم انہیں اپنے جیسا سمجھیں۔ اگر ہم نے انہیں اپنے سے حقیر سمجھا، اپنے سے چھوٹا سمجھا، کمتر سمجھا تو گویا ہمارے اندر بندگی کی خو نہ آئی۔ ہم اللہ کا مطلوب انسان نہ بنے۔

سوال نمبر 4۔ پھر کہا: تیرا کون سا بندہ زیادہ علم والا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے کہا جو علم سے سیر نہیں ہوتا۔ جو لوگوں کے علم کو اپنے علم کی طرف اکٹھا کرتا ہے۔ ایک طرف اللہ کی کتاب سے سیکھتا ہے اور دوسری طرف لوگوں سے بھی سیکھتا ہے۔

سوال نمبر 5۔ موسیٰ نے کہا: تیرا کونسا بندہ زیادہ عزت والا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے کہا جو غلبہ پا لینے کے بعد معاف کر دے۔ جو لوگوں کے قصور معاف کر دے، جہاں وہ دوسروں سے بدلہ لے سکتا ہو، جہاں وہ دوسروں کے ساتھ سختی کر سکتا ہو، وہاں وہ درگزر سے کام لے۔

سوال نمبر 6۔ کہا: تیرا کون سا بندہ سب سے زیادہ مالدار ہے؟ rich ہے؟

اللہ تعالیٰ نے کہا جو اپنے دیئے گئے حصے پر راضی ہو جائے۔ یعنی جو اس کو ملا ہے اس پر مطمئن ہو۔

سوال نمبر 7۔ کہا: تیرا کون سا بندہ سب سے زیادہ فقیر ہے؟

فرمایا ایسا مالدار جو غنیٰ النفس سے محروم ہو یعنی دل کے غنیٰ سے محروم ہو۔ جس کا دل غنی نہ ہو، جس کا دل rich نہ ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''غنیٰ یعنی دولت مندی مال سے نہیں ہوتی، غنی تو دل سے غنی ہے۔ جب اللہ کسی بندے کے حق میں بھلائی چاہتا ہے تو اس کے دل کو غنی کر دیتا ہے۔ یعنی اس کا دل مطمئن ہو جاتا ہے اور اس کے دل میں تقویٰ پیدا کر دیتا ہے۔''

اللہ کو آپ کی بھلائی مقصود تھی تو وہ آپ کو قرآن کی اس مجلس میں لے آیا اور اگر اللہ کی رحمتیں رہیں تو ان شاء اللہ یہی خزانہ لے کر اُٹھنا ہے کہ دل میں اللہ کی یاد اور محبت ہر چیز سے بڑھ جائے۔ زندگی میں اللہ کی اہمیت ہر دوسری چیز سے زیادہ ہو جائے، اس کی محبت ہر چیز سے زیادہ ہو جائے۔ پھر فرمایا جب کسی بندے کے حق میں اللہ کسی شر کا ارادہ رکھتا ہے، اس کے ساتھ بُرا کرنا چاہتا ہے تو اس کی آنکھوں کے سامنے اس کا فقر رکھ دیتا ہے۔'' وہ ہر وقت غریبی کا رونا روتا رہتا ہے اور پھر جو شخص اس احساس کا شکار ہو جائے کہ اس کے پاس کچھ ہے نہیں، پھر اس کا دل کسی چیز سے نہیں بھرتا، اس کو کچھ بھی کافی نہیں ہوتا، ہاں قرآن شفا ہے ایسے تمام امراض کے لیے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ہم پوری یکسوئی کے ساتھ، محبت کے ساتھ، خلوص کے ساتھ اور اللہ کو حاضر اور ناظر جانتے ہوئے اس کی اس کتاب کا مطالعہ کریں۔